نام کتاب: تدوین سیرت ومغازی

مصنف: قاضی اطہر مبارک پوریؒ

ناشر: دارالنوادر، الحمد مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار۔ لاہور

صفحات: ۳۴۴

قیمت: ۲۰۰ روپے

تبصرہ نگار: ڈاکٹر عبدالحی ابڑو۔ اسلام آباد

مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۶ء) برعظیم پاک و ہند کے نابغۂ روزگار محقق تھے۔ بحث وتحقیق کے لئے اُنہوں نے اپنے لئے وہ میدان منتخب کئے جن پر پہلے بہت کم کام ہوا تھا اور دل لگتی بات یہ ہے کہ اُنہوں نے تحقیق وترتیب کا حق ادا کردیا۔ قاضی صاحب نے جن موضوعات پر کام کیا، اُن میں تاریخ اور خاص طور پر اسلامی فتح کے بعد برصغیر ہند وسندھ کی تاریخ اور یہاں کے اہل علم وفضل کے سوانح کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ قاضی صاحب کی محققانہ اور بلند پایہ تالیفات کی تعداد چالیس کے لگ بھگ ہے، جن میں عرب و ہند عہدِ رسالت میں، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، اسلامی ہند کی عظمتِ رفتہ، خلافتِ راشدہ اور ہندوستان، خلافتِ عباسیہ اور ہندوستان، خلافتِ بنواُمیہ اور ہندوستان، خیرالقرون کی درس گاہیں، **رجال السند و الهند، العقد الثمين في فتوح الهند ومن ورد فيها من الصحابة والتابعين، الهند في عهد العباسين** (مؤخرالذکر تین کتابیں عربی میں ہیں) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ قاضی صاحب کی تحقیق وتالیف کی خصوصیت یہ ہے کہ کسی موضوع پر سینکڑوں مآخذ میں بکھری ہوئی معلومات کو جمع کرکے تاریخی ترتیب اور تسلسل دے دیتے ہیں۔ یہ کام جاں گسل محنت، کڑی ریاضت اور بھرپور دیدہ ریزی کا طالب ہوتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ قاضی صاحب نے اس قدر باریک بینی، عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ انہوں نے واقعی بحرِعمیق سے موتی تلاش کرکے قارئین کے سامنے لاکر رکھ دیئے ہیں۔

اُن کی زیرِنظر کتاب ''تدوینِ سیر ومغازی'' اسی طرز کی ایک معرکہ آرا کتاب ہے۔ فن سیر ومغازی مسلمانوں کا ایک خاص فن ہے اور عربوں کے ہاں ہمیشہ سے ایک مقبول فن رہا ہے۔ بعثتِ نبوی سے قبل بھی مغازی گو حضرات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ہجرت کے بعد جب مدینے میں اسلامی ریاست قائم ہوئی تو اس نوزائیدہ ریاست کے خلاف ہونے والی معاندانہ سرگرمیوں کے باعث مسلمانوں کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں حرب وضرب کے بہت سے معرکے سر کرنا پڑے۔ اٹھائیس غزوات اور چوّن کے قریب سرایا میں ہزاروں مجاہد صحابہؓ نے شرکت کی۔ انہوں نے کثرت سے ان غزوات وسرایا کے واقعات بیان کئے، اور بعض حضرات نے خصوصیت سے مغازی بیان کرنے میں شہرت حاصل کی۔ مغازیٔ رسول اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات عہدِ صحابہؓ میں خصوصی دلچسپی کا موضوع تھے۔ صحابہ کی انہی روایات سے بعد میں سیر ومغازی کی تدوین ہوئی۔

سیر، سیرۃ کی جمع ہے، اس کے لغوی معنی چال چلن، طور طریقے اور روش کے ہیں۔ یہ لفظ صاحبِ سیرت کے پورے احوالِ زندگی پر بولا جاتا ہے۔ محدثین ومؤرخین نے کتاب السیرۃ کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جمع کئے ہیں، جن میں مغازی کا تذکرہ بھی ہوتا ہے، البتہ فقہا کے ہاں سیرۃ کا یہ وسیع مفہوم نہیں ہے، بلکہ جہاد اور غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومشرکین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے، وہ اسی کو سیرۃ سے تعبیر کرتے ہیں۔

غزو، غزوہ اور مغزیٰ (جمع مغازی) کے لغوی معنی قصد، ارادے اور طلب کے ہیں اور شرعی معنی کفار سے قتال کے ہیں۔ بقول حافظ ابن حجر: ''مغازی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نفسِ نفیس یا اپنے لشکر کے ذریعے کفار کا قصد وارادہ کرنا ہے''۔ بعد میں مغازی کے معنی میں وسعت پیدا ہوگئی اور سیرت کی کتابوں کا نام کتاب المغازی پڑ گیا، چنانچہ مغازی عروہ بن زبیر، مغازی ابان بن عثمان، مغازی ابن شہاب زہری، مغازی ابن اسحاق، مغازی موسیٰ بن عقبہ اور مغازی واقدی وغیرہ سیرت کی کتابیں ہیں، اور ان میں مغازی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ محدثین کتاب المغازی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا، اور کتاب الجہاد والسیر میں اُن کے طور طریقے اور کفار کے ساتھ معاملات کو بیان کرتے ہیں، جبکہ فقہا کتاب السیر میں جہاد وغزوات کے فضائل ومسائل، احکام وقوانین اور اس سلسلے کی جزئیات فقہی انداز میں لکھتے ہیں، اور اہلِ اخبار وتواریخ السیرۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات درج کرتے ہیں، جن میں سیر ومغازی بھی شامل ہوتے ہیں۔ سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام وغیرہ کا یہی آخر الذکر انداز ہے۔

قاضی اطہر مبارک پوری نے زیرِ نظر کتاب میں فن سیر ومغازی کے ابتدائی اور ارتقائی نقوش کو بڑی محنت، گہری تحقیق اور جاں فشانی سے مرتب کرنے کی کاوش کی ہے۔ فن سیر ومغازی کے آغاز وارتقا کو تیسری صدی ہجری تک جاننے کے لئے اُردو زبان میں یہ اولین اور کامیاب کوشش ہے، جس کے منہج پر

آئندہ صدیوں میں سیرت کے ارتقا کی مستقل تاریخ لکھی جاسکتی ہے۔ یہ کتاب مصنف کی آٹھ سالہ مسلسل محنت کا ثمر ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوا تھا۔ موجودہ پاکستانی ایڈیشن اسی پہلے ایڈیشن کی عکسی طباعت سے عبارت ہے، جو مطالعۂ سیرت کے ایک اہم مرکز بیت الحکمت لاہور کے روح رواں پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب کی سعی اور وقیع مقدمے کے ساتھ شائع ہوا ہے، جس میں سیر و مغازی کا تعارف اور اس سلسلے کی کتب اور مصادر و مآخذ کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ کتاب کے آخر میں نائب مدیر ''السیرۃ'' سید عزیز الرحمٰن کے قلم سے کتاب اور صاحبِ کتاب کا تفصیلی تعارف شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کے پانچ ابواب میں سے پہلے باب میں سیر و مغازی کا لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم واضح کیا گیا ہے، اصحاب المغازی اور اصحاب الحدیث کا فرق بیان کیا گیا ہے اور ان کے معیارِ روایت کو متعین کیا گیا ہے۔ مغازی کے خاص راویوں کا بسط و تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے مؤلف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دورِ جاہلیت سے ہی عرب اپنے ایام و وقائع کا تذکرہ بطورِ مفاخرت کیا کرتے تھے۔ اسلام کی آمد کے بعد غزوات و سرایا کے ذکر نے اس کی جگہ لے لی اور ان غزوات و سرایا کا تذکرہ گھر گھر ہونے لگا، جس کے سبب اس فن نے خوب فروغ پایا۔ اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات و سرایا کا اجمالی نقشہ دیا گیا ہے۔ جدول بنا کر سریہ کا نام، وقوع، تعدادِ شرکا اور اس کی مختصر کیفیت بیان کی گئی ہے۔

دوسرے باب کا عنوان ''سیر و مغازی کا تحریری سرمایہ'' ہے۔ اس میں دو تحریری سرمایوں ''قرآنِ کریم'' اور ''عہدِ نبوی کی یادگار تحریریں'' کا ذکر کیا گیا ہے اور اجمالی اشارہ کیا گیا ہے کہ کن کن غزوات کا ذکر کن سورتوں میں ہوا ہے۔ یادگار تحریروں میں سے مفصل اور مختصر سولہ تحریروں کا ذکر کیا گیا ہے۔

تیسرے باب کا عنوان ''تدوین سیر و مغازی کی ابتدا'' ہے۔ اس باب میں مؤلف نے یہ ثابت کیا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف آخر ہی میں عروہ بن زبیر، ابان بن عثمان اور ابن شہاب زہری وغیرہ نے اپنی اپنی کتابیں مدوّن کردی تھیں، مگر بعض حکمرانوں کی طرف سے پیدا کردہ ناموافق حالات کی وجہ سے (جن میں سے بعض کا قاضی صاحب نے ذکر کیا ہے) وہ زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

باب چہارم مختلف شہروں کے علمائے سیر و مغازی اور مصنفین کے تعارف پر مشتمل ہے۔ باب پنجم میں سیر کی فقہی تدوین کا ذکر ہے جس میں امام محمد، واقدی اور بعض دیگر مؤلفین کی کتابوں کا تعارف لکھا گیا ہے۔